سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۴۱

اللہ تعالیٰ کے باوفا بندے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴۱

اللہ تعالیٰ کے باوفا بندے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : اللہ کے باوفا بندے
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۲۶/جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۶/اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز جمعہ
مقام : مسجد، بلان ٹائر، ملاوی، جنوبی افریقہ
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ اشاعت : ۵/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵/فروری ۲۰۱۵ء بروز بدھ
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

عرضِ مرتب ۵
عظیم الشان دلیل وحدانیت ۷
زبان و رنگ سے بالاتر ایک بے مثل قوم ۷
اللہ کی نشانی ۸
دل کے چین کی تدبیر کیا ہے؟ ۱۰
تقویٰ سیکھنا نفلی عبادات سے زیادہ ضروری ہے ۱۲
اہلِ محبت مرتد اور گمراہ نہیں ہوسکتے ۱۳
اللہ کیسے ملتا ہے؟ ۱۴
علماء کے رزق کے لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص دعا ۱۵
ایک دلچسپ لطیفہ ۱۵
حفاظتِ نظر کا راز ۱۶
آثارِ تجلّیٔ جذب ۱۸
اللہ کے باوفا بندوں کی پہلی علامت ۱۸
باوفا بندوں کی دوسری علامت ۱۹
کلام اللہ کی بلاغت کا اعجاز ۱۹
اہلِ وفا کی تیسری علامت ۲۱
گناہ سے بچنے کا آسان مراقبہ ۲۱
اسلام کا محور محبت ہے ۲۲
بیاہ کے معنیٰ ۲۶
اللہ کے عاشقوں کی چوتھی علامت ۲۷
ایک دلچسپ لطیفہ ۲۹
رزق کا یقینی دروازہ تقویٰ ہے ۳۰
اصلی ترقی کیا ہے؟ ۳۰
نیک اعمال کی توفیق کا سبب فضل الٰہی ہے ۳۱
وَاسِعٌ عَلِیْمٌ کی تفسیر ۳۱
زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا ۳۴

www.khanqah.org

عرضِ مرتب

جنوبی افریقہ کے سفر ۱۹۹۸ء کے دوران محبی و محبوبی مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مد ظلہم العالی نے ملاوی کا سفر فرمایا۔ پہلے سے طے شدہ نظم کے مطابق حضرت مولانا ایوب سورتی صاحب دامت برکاتہم اور چند دیگر حضرات سفر کی ہمراہی کے لیے برطانیہ سے جنوبی افریقہ تشریف لائے اور وہاں سے ایک ہفتہ کے لیے ملاوی کا سفر ہوا۔ جہاں مختلف شہروں میں حضرت والا دامت برکاتہم کے بیانات ہوئے جن سے عظیم الشان نفع ہوا۔ حضرت والا دامت برکاتہم کے بیانات میں بہت سے مقامات پر وہ لوگ بھی شامل ہوئے جو نادانی کی وجہ سے ہمارے اکابر سے حُسنِ ظن نہیں رکھتے تھے لیکن حضرت والا کے بیانات سے ایسے متأثر ہوئے کہ مختلف شہروں میں جاجاکر شرکت کی اور کثیر تعداد میں لوگ حضرت والا کے دستِ مُبارک پر سلسلہ میں داخل ہوئے۔ الحمدللہ تعالیٰ ایک ہی سفر میں ملاوی کی فضا بدل گئی۔ پیش نظر وعظ ملاوی کے شہر بلان ٹائر کی ایک بڑی مسجد میں ۲۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۶/ اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب بوقت سواسات بجے شروع ہوا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور حضرتِ اقدس کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں، آمین۔

بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مرتب

یکے از خدام

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

❁❁❁❁

اللہ کے باوفا بندے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ

فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗۤ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۫ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ؕ

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ [۱]

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اسلام سے بھاگ جائے، اللہ اور رسول کو چھوڑ کر بغاوت کر کے بے وفا ہو جائے تو کوئی فکر کی بات نہیں کیوں کہ مخلوق اور انسان اللہ کے محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے، اس کو کسی کے اسلام کی ضرورت نہیں۔ اگر سارا عالم مسلمان ہو کر ولی اللہ ہو جائے اور دنیا میں ایک کافر بھی نہ رہے اور دنیا بھر کے بادشاہ بھی مسلمان ہو کر سجدے میں پڑ جائیں تو اللہ کی عظمت میں ایک اعشاریہ اضافہ نہیں ہوگا اور اگر سارا عالم کفر سے بھر جائے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت میں ایک اعشاریہ کمی نہیں ہوگی کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی شان صمد ہے۔ شانِ صمدیت کی تعریف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی کہ صمد وہ ذات ہے اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ جو سارے عالم سے بے نیاز ہے اور وَالْمُحْتَاجُ اِلَیْہِ کُلُّ اَحَدٍ اور سارا عالم اس کا محتاج ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ کہ اگر اسلام چھوڑ کر کوئی کافر اور مرتد ہو جائے تو کوئی فکر کی بات نہیں۔ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ سَوْفَ داخل کر کے بتارہے ہیں کہ اے دنیا والو! دیر نہیں

[۱] المائدۃ: ۵۴

لگے گی، بہت جلد ایک قوم ہم اپنے عاشقوں کی پیدا کریں گے جو ان بے وفاؤں کا نعم البدل ہوگی۔ جو تمہیں انسان بنا سکتا ہے کیا وہ تمہیں ولی اللہ نہیں بنا سکتا؟ انسان بنانا زیادہ مشکل ہے یا انسان بنا کر ولی بنانا؟

عظیم الشان دلیل وحدانیت

وہ ماں کے حیض اور باپ کی منی سے کیسی پیاری شکل بنا دیتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں کسی سائنس دان کا کوئی اوزار اور مشین نہیں داخل ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ [۲]

ماؤں کے پیٹ میں ہم تمہیں تشکیل دیتے ہیں، باپ کی منی اور ماں کے حیض پر ہم تمہاری تصویر کھینچتے ہیں۔ تمہارا چہرہ اور چہرے پر دو آنکھیں، دو کان اور ناک ہم فٹ کرتے ہیں، جسم کے اندر جگر، دل اور پھیپھڑے ہم بناتے ہیں، تمہارا ذرّہ ذرّہ ہمارا بنایا ہوا ہے، اس کام میں پوری کائنات دعویٰ نہیں کرسکتی، نہ امریکا، نہ جرمن، نہ جاپان کہ ہمارے سائنسی آلات سے انسان پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چیلنج ہے کہ ہم نے پانی پر تمہاری تصویر بنائی ہے، ہمارے سوا کون ہے جو پانی پر تصویر بنا سکے۔ منی اور حیض کے پانی پر صرف ہم تصویر کھینچتے ہیں ۔

دہد نطفہ را صورتے چوں پری
کہ کردہ ست بر آب صورت گری

نطفے کو کیسی پیاری شکل اللہ تعالیٰ دے دیتا ہے کہ نو مہینے کے بعد باپ کی منی کا قطرہ اور ماں کا حیض کس حسین شکل میں نمودار ہوتا ہے، لہٰذا جب ہم انسان بنا سکتے ہیں تو انسان کو ایمان بھی دے سکتے ہیں اور ایمان کے ساتھ اعلیٰ درجے کا ولی اللہ بھی بنا سکتے ہیں، ہمارے لیے یہ کچھ مشکل نہیں۔

زبان ورنگ سے بالاتر ایک بے مثل قوم

لہٰذا جو دین سے بے وفا ہو کر اللہ اور رسول کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور دوبارہ یہودی اور

[۲] اٰل عمرٰن:٦

عیسائی ہوگئے تو کوئی فکر مت کرو۔ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّھُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ [۳] ہم عن قریب عاشقوں کی ایک قوم پیدا کریں گے جن سے ہم محبت کریں گے اور جو ہم سے محبت کرے گی۔ اور قوم نازل فرمایا اقوام نازل نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ ساری کائنات میں جتنے لوگ اللہ سے محبت کرنے والے ہیں وہ سب ایک قوم ہیں۔ چاہے وہ ملاوی کا ہو یا پاکستان کا ہو، امریکا کا ہو یا افریقہ کا ہو، کالا ہو یا گورا ہو، سارے عالَم کے اللہ کے عاشق اور اللہ سے محبت کرنے والے سب ایک قوم ہیں۔ اگر اللہ کے عاشقوں میں بہت قومیں ہوتیں اور کالے گوروں کا فرق ہوتا تو اللہ لفظ قوم نازل نہ فرماتا، اقوام نازل کرتا کہ ہم اپنے عاشقوں کی اقوام نازل کریں گے لیکن فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ فرمایا کہ پوری دنیا میں جتنے میرے عاشق ہوں گے وہ سب کے سب ایک قوم ہیں۔ عاشقوں کی قوم الگ تھلگ نہیں ہوتی۔

اللہ کی نشانی

البتہ محبت کی تعبیر کے لیے ان کی زبانوں میں اور رنگ میں اختلاف ہے۔ یہ دلیل اختلافِ قومیت کی نہیں ہے، یہ اختلافِ تعبیرات ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مختلف زبانوں میں ہمارا نام لیا جائے اور مختلف رنگ کے لوگ ہمیں یاد کریں، یہ ہمارا انتظام ہے۔ اختلافِ السنہ اور اختلاف الوان میں ہم نے اپنی نشانی اور اپنی قدرت کا تماشا دکھایا ہے کہ کوئی بنگالی بول رہا ہے، کوئی انگریزی بول رہا ہے اور کوئی گجراتی بول رہا ہے ؎

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَ اَلۡوَانِکُمۡ [۴]

تمہارے رنگ اور کلر اور تمہاری زبانیں جو الگ الگ ہیں یہ میری نشانیاں ہیں لہٰذا اس سے یہ مت سمجھنا کہ ہمارے عاشقوں کی کئی قومیں ہیں۔ رنگ اور زبان کے اختلاف سے قوم کا مختلف ہونا لازم نہیں آتا۔ جو ہم سے محبت کرتا ہے چاہے وہ کسی رنگ اور کسی زبان کا ہو ایک قوم ہے۔ ساری دنیا کے عاشق ایک قوم ہیں۔ لہٰذا آپ کو ملاوی مل جائے، افریقی مل جائے، ایشیا کا

۳؎ المآئدۃ:۵۴

۴؎ الروم:۲۲

مل جائے، انڈین مل جائے، گجراتی مل جائے لیکن وہ اللہ و رسول سے پیار کرتا ہے تو اس سے معانقہ کرو، محبت کرو کہ واہ رے میرے پیارے! ہم تم ایک برادری ہیں، یہاں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔ سارے عالَم کے عاشق خدا ایک قوم ہیں۔ دلیل میں قرآنِ پاک کی آیت پیش کررہا ہوں۔ ملاوی کے علماء یہاں موجود ہیں، جنوبی افریقہ کے علماء موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ میں ایک قوم پیدا کروں گا جس کی کیا شان ہوگی؟ یُّحِبُّھُمۡ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے اور وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی قوم کی پہلی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائیں گے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اور بِقَوۡمٍ میں جو ''بَا'' داخل ہے یہ اَتٰی یَاۡتِیۡ جو لازم تھا اس کو متعدی کررہا ہے۔ کیا مطلب ہوا؟ کہ ہمارے دیوانے خود سے نہیں بنتے، دیوانے بنائے جاتے ہیں۔ اس لیے یہ ''با'' یہ معنیٰ پیدا کررہا ہے کہ ہم لائیں گے اپنے عاشقوں کی ایک جماعت اور قوم جس کو ہم اپنا دیوانہ بنائیں گے ؎

محبت دونوں عالَم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

اللہ جس کی قسمت میں اپنا عشق اور اپنی محبت رکھتا ہے وہی اللہ کا دیوانہ ہوتا ہے، جس کو اللہ پیار کرتا ہے وہی اللہ کو پیار کرتا ہے۔ یہ بہت خوش نصیب لوگ ہیں، یہ بڑی قسمت والے ہیں۔ بادشاہوں کو یہ قسمت نصیب نہیں ہے، اگر اللہ کو بھولے ہوئے ہیں تو بادشاہ زندگی بھر اپنی بادشاہت میں پریشان ہیں۔ تاجِ شاہی سر پر ہے اور سر میں دردِ سر ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ صفا کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ والوں کے سینوں میں نور کا دریا بہہ رہا ہے اور شاہوں کے سروں میں اپوزیشن کے ڈنڈے سے دردِ سر ہورہا ہے۔ تاجِ شاہی سر پر اور خود سلطنت کی کرسی پر اور کرسی کے نیچے سے اپوزیشن کے ڈنڈے کا فکر ہر وقت پریشانی میں مبتلا کیے ہوئے ہیں۔ دنیا میں کہیں چین نہیں۔ بڑے سے بڑا مال دار ڈپریشن اور ٹینشن میں مبتلا ہے۔ جب ان کو ڈپریشن اور ٹینشن ہوتا ہے

تب ہم فقیروں کے پاس آتے ہیں اور خانقاہ میں ”اِن“ (In) ہونے کے بعد کہتے ہیں کہ ارے! میرا ڈپریشن کیا ہوا؟ میرا ٹینشن کیا ہوا؟ یہاں تو میں سکون پاگیا۔ یہ اللہ کے نام کی برکت ہے۔

دل کے چین کی تدبیر کیا ہے؟

جس اللہ نے ہمارے سینوں میں دل بنایا ہے، دل کے چین کو اسی اللہ نے فرمایا کہ میری ہی یاد سے تم کو چین ملے گا۔ یہ تمہارے دل کی مشین ماں کے پیٹ میں امریکا اور روس نے نہیں بنائی، جاپان و جرمنی نے نہیں بنائی، باپ کی منی اور ماں کے حیض پر تمہارے سینے میں دل میں نے فٹ کیا ہے تو اس مشین کا تیل میری یاد ہے۔ مجھے یاد کروگے تو چین پاؤ گے، مجھے بھول جاؤ گے تو کروڑوں رین میں بھی بے چین رہو گے۔ یہ سمجھ لو کہ جہاں جاؤ گے وہیں لات اور گھونسے پاؤ گے کیوں کہ میں جس سے ناراض ہوتا ہوں اپنی ساری مخلوق کو حکم دے دیتا ہوں کہ یہ میرا نافرمان ہے، کہیں چین نہ پائے۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے اس کے سارے رشتہ دار، اس کے بیوی بچے، اس کے گھوڑے، اس کے گدھے اور اس کا ہر جانور اس کا نافرمان ہو جاتا ہے کیوں کہ بڑے مالک کا نافرمان ہے، سارے عالَم میں ہر طرف سے اس پر مصیبت آئے گی۔ کتنا پیارا شعر فرمایا ؎

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اِک اُن کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے سارے جہاں کی نظر بدل جاتی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے گناہ ہو جاتا ہے تو میرا گھوڑا بھی میری نافرمانی کرتا ہے، میرا گدھا بھی میری نہیں مانتا، میرے بیوی بچے بھی فرنٹ ہو جاتے ہیں، اور بندہ جب توبہ کرتا ہے اور اللہ کے نام سے جب دل کو چین ملتا ہے تو پوری دنیا میں اسے چین نظر آتا ہے۔ یہ نظر تابع ہے دل کے۔ جب دل میں چین ہوگا تو اس کو ہر طرف چین نظر آئے گا اور جب دل پریشان ہوگا تو ہر طرف اس کو پریشانی نظر آئے گی کیوں کہ بصارت تابع ہے بصیرت کے۔ ایک اور پیارا شعر پیش کر رہا ہوں، غور سے سنیے ؎

www.khanqah.org

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالَم بیاباں ہو گیا

جو اللہ کو ناراض کرتا ہے اس کا دل ویران کر دیا جاتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ خالقِ گلستاں ہیں، خالقِ بہار ہیں، ان کو ناراض کر کے کہاں سے بہار پاؤ گے۔ مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا کہ جس کے دل کو اللہ پیار سے دیکھ لے اسی وقت وہ دل گلستاں ہو جاتا ہے اور جس کے دل سے اللہ اپنی نظر کرم ہٹا لے اسی وقت وہ دل جنگل اور بیابان ہو جاتا ہے۔ یہ ترجمہ ہے میرے شعر کا۔ اب شعر سنیے ؂

جس طرف کو رُخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
تو نے رُخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہو گیا

دوستو! دونوں جہاں میں اگر چین اور آرام سے رہنا چاہتے ہو تو دونوں جہاں کے پیدا کرنے والے کو راضی اور خوش کر لو۔ دنیا میں چین سے رہنے کی اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ امریکا، روس، جرمنی اور جاپان اور انٹرنیشنل قوانین ہمارے قلب کے اطمینان کی ضمانت نہیں لے سکتے کیوں کہ جس نے ہم کو پیدا کیا ہے وہی ہمارے دل کی مشین کے تیل کو جانتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد میں ہمارے چین اور اطمینان کی بشارت دی ہے کہ مجھے یاد کرتے رہو گے تو چین سے رہو گے اور مجھ کو بھول کر حرام لذتوں کے پیچھے دوڑنا، چوری اور ڈاکہ اور کالی اور گوری عورتوں کو دیکھ دیکھ کر للچانا کہ آہا! کیسی نمکین صورت جارہی ہے اور یہ گوری کیسی ہے، ان باتوں سے دل بالکل چین نہیں پاسکتا۔ ایسا بے چین رہے گا جیسے مچھلی بغیر پانی کے۔ اس لیے ؂

نہ کالی کو دیکھو نہ گوری کو دیکھو
اسے دیکھو جس نے انہیں رنگ بخشا

جس نے ان کو کلر دیا ان کو دیکھو کہ وہ انہیں دیکھنے سے منع کر رہا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں خبر دار! اپنی بیوی کے علاوہ کسی کی بہو بیٹی کو مت دیکھو، کسی کی ماں بہن کو مت دیکھو۔ میں بھی تمہارے دیکھنے کو دیکھ رہا ہوں۔ جب تم اِدھر اُدھر دیکھتے ہو تو تمہاری نظر میرے دائرۂ نظر سے خارج نہیں ہوتی۔ ہم تمہاری نظر پر نظر جمائے ہیں کہ اے خبیث الطبع! نمک میرا کھاتا ہے لیکن میری مرضی کے خلاف کہاں دیکھتا ہے، کدھر دیکھتا ہے۔

تقویٰ سیکھنا نفلی عبادات سے زیادہ ضروری ہے

آج کل بڑے بڑے لوگ نفلی حج اور عمرہ کرنے کے لیے ہر سال چلے جاتے ہیں، مگر تقویٰ سیکھنے کے لیے ٹائم نہیں ہے۔ بتاؤ! نفل حج ضروری ہے یا تقویٰ اور اللہ کا خوف اور اللہ کا دوست بننا فرض ہے۔ حج نفلی، عمرہ نفلی کرنا یہ نفل ہے، لیکن تقویٰ سیکھنا، گناہ سے بچنا اور اللہ کو خوش رکھنا یہ فرضِ عین ہے لہٰذا ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید
معشوق ہم ایں جاست بیائید بیائید

اے حاجیو! کہاں جارہے ہو، فرض حج کے لیے ضرور جاؤ، مگر نفل حج کا زمانہ کسی اللہ والے کے پاس لگاؤ۔ ارے ظالمو! اِدھر آؤ، اللہ تم کو ہم سے ملے گا، اللہ والوں سے ملے گا۔ تقویٰ فرضِ عین ہے۔ ہاں! جب فرضِ عین حاصل ہو جائے، اللہ کے ولی ہو جاؤ اور اللہ سے محبت پیدا ہو جائے پھر اللہ کے گھر جاؤ گے تو کچھ اور مزہ پاؤ گے۔ جب تک گھر والے سے محبت نہ ہو گھر کا کیا مزہ ہے اور خاص کر وہ ظالم جو گھر کے اندر بھی نافرمانی کرتا ہے، کعبے کے اندر عورتوں کو دیکھ رہا ہے۔ ایک حاجی نے کہا کہ مولانا صاحب! انڈونیشیا کی جو حجن آئی ہیں بڑی کم عمر ہیں، ان کا کلر بھی وائٹ ہے اور سفید برقعہ میں تو مولانا کبوتری معلوم ہو رہی ہیں کبوتری اور سینے! ان کے چہروں پر بڑا نور معلوم ہو رہا ہے۔ میں نے کہا کہ او بے وقوف! تو کعبہ کا نور دیکھنے آیا ہے یا ان لڑکیوں کا نور دیکھنے آیا ہے۔ اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں فرمایا کہ نظر کی حفاظت کرو اور تم اللہ کے گھر میں نظر کو خراب کر رہے ہو۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ جن کو نظر بازی کی بیماری ہو وہ مطاف کے قریب نہ بیٹھیں ذرا دور بیٹھو تا کہ دھندلا نظر آئے، حسن زیادہ صاف نظر نہ آئے۔ بتاؤ! مطاف کے نزدیک بیٹھنا کعبہ کی زیارت کے لیے زیادہ سے زیادہ مستحب ہے لیکن حرام سے بچنا فرض ہے۔ اس لیے جس کو نظر کی بیماری ہو یا جس کے مزاج میں حسن پرستی ہو، رومانٹک مزاج ہو، وہ مطاف سے ذرا دور بیٹھے تا کہ اللہ ہی اللہ نظر آئے، کعبہ نظر آئے، کعبے والا نظر آئے اور مطاف کی لڑکیاں نظر نہ آئیں لیکن اگر کوئی بزرگ بیٹھا ہو، اللہ کی یاد میں مست تو اللہ تعالیٰ کے کسی دیوانے کو بدمست مت سمجھو کہ یہ بھی دیکھتا ہو گا۔ اللہ کے عاشقوں سے بدگمانی نہ کرو۔ جن کے

دل اللہ کی تجلی سے متجلّی ہیں وہ بھلا ان مردہ چراغوں سے مرعوب ہوں گے؟

اہلِ محبت مرتد اور گمراہ نہیں ہوسکتے

میں عرض کررہا تھا کہ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ سے معلوم ہوا کہ دنیا بھر کے عاشقانِ خدا ایک قوم ہیں اور اس آیت سے یہ بھی پتا چلا کہ جتنے لوگ مرتد اور گمراہ اور اللہ سے بے وفا ہوتے ہیں یہ عاشق نہیں ہیں، یہ صرف عقل سے اسلام لائے تھے کیوں کہ عاشق کبھی بے وفا نہیں ہوتا۔ حکیم الاُمت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علمائے دین سے مسائل پوچھ لو مگر زندگی عاشقوں کے ساتھ گزارو کیوں کہ عاشق بے وفا نہیں ہوتا۔ سَاۗئِلُوا الْعُلَمَآءَ وَجَالِسُوا الْکُبَرَآءَ علماء سے مسئلے پوچھو اور بڑے بوڑھوں کے پاس بھی بیٹھو لیکن خَالِطُوا الْحُکَمَآءَ[۵] اللہ والوں کے پاس رات دن زندگی گزارو تاکہ تم بھی اہلِ محبت اور اہلِ وفا بن جاؤ۔ وفاداروں کے ساتھ رہنے سے وفاداری آتی ہے لیکن اگر تم کسی وفادار شیخ کے ساتھ رہ کر وفاداری نہیں سیکھتے تو پھر مجھے مجبوراً کہنا پڑے گا کہ یہ سموسہ خوری ہے، وفاداری کا ذوق اس بے غیرت کو نہیں ہے۔ میں دردِ دل سے اللہ کی محبت پیش کررہا ہوں کہ کھانا پینا اس شخص کا بے وفائی اور غداری ہے جو اللہ کا رزق کھا کر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے یعنی گناہ سے نہیں بچتا۔ بتایئے! اللہ کا رزق کھا کر کسی کی بہو بیٹی کو دیکھنا یا کسی کے بیٹے کو دیکھنا یہ شخص کمینہ ہے یا نہیں؟ بے غیرت ہے یا نہیں؟ نمک حرام ہے یا نہیں؟ اللہ کا نمک کھا کر ایسی ہمت سے کام لو کہ ایک سانس بھی مالک کو ناراض نہ کرو۔ زندگی ان پر دے کر دیکھو کہ کیا مزہ ملتا ہے۔ جو زندگی مالک پر فدا ہوتی ہے اسے کیا ملتا ہے، اس پر میرا شعر سنو ؎

زندگی پُر بہار ہوتی ہے
جب خدا پر نثار ہوتی ہے

جو زندگی مالک پر قربان ہوتی ہے وہی پُر بہار ہوتی ہے اور اس زندگی پر بے شمار زندگی برستی ہے۔ جہاں کوئی اللہ والا بیٹھے گا اس پر اتنی زندگی برستی ہے کہ جو پریشان اور ڈپریشن والے

---

[۵] کنز العمال، ۹/۷، رقم (۲۴۶۶۱) باب فی الترغیب فیھا، مؤسسۃ الرسالۃ

آتے ہیں اُن کی زندگی بھی پُر بہار ہو جاتی ہے۔ اللہ کے علاوہ کہیں چین نہیں مل سکتا۔

اللہ کیسے ملتا ہے؟

لیکن اللہ ایسے نہیں ملتا، کسی اللہ والے سے ملتا ہے۔ میرے مرشد اوّل شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کو بارہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور ایک دفعہ میرے شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ حکیم اختر میں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ آپ کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی مجھے نظر آئے اور میں نے خواب ہی میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا عبد الغنی نے آپ کو خوب دیکھ لیا؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں! عبد الغنی آج تم نے اللہ کے رسول کو خوب دیکھ لیا۔ اس شیخ کے ساتھ اختر جنگل میں دس سال رہا ہے اور کل ملا کر سترہ سال رہا ہے۔ میں ایسے ہی آ کے یہاں نہیں بیٹھ گیا ہوں۔ مجھے میرے ربّ نے اپنے پیاروں کے ساتھ ایک طویل زمانہ عطا فرمایا ہے۔ تو میرے شیخ فرماتے تھے کہ آم ملتا ہے آم والوں سے، امرود ملتا ہے امرود والوں سے، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، مٹھائی ملتی ہے مٹھائی والوں سے، کباب ملتا ہے کباب والوں سے اور اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔ اب آپ کہیں گے کہ بھئی! مٹھائی، کپڑا، آم، امرود کی مثال سب پہلے اور آخر میں آپ کباب کیوں بیان کرتے ہیں تو بات یہ ہے کہ کباب مجھے بہت پسند ہے۔ اس پر میرا شعر بھی ہے۔

کچھ نہ پوچھو کباب کی لذّت
ایسے جیسے شباب کی لذّت

اور بزرگوں نے فرمایا کہ جو گناہ سے بچنے پر اور حسینوں سے اپنے دل کو بچانے پر غم اُٹھاتا ہے تو خدا کے عشق و محبت کے غم سے اس کا دل جلا بھنا کباب ہو جاتا ہے تو جب اندر دل کباب ہوتا ہے تو باہر کے کباب خود اس دل سے ملنا چاہتے ہیں۔ کبوتر کبوتر سے ملنا چاہتا ہے اور کباب کباب سے ملنا چاہتا ہے۔ جب ساری دنیا کے کباب دیکھتے ہیں کہ اس کے دل میں کباب ہے تو ”اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ“ جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔

علماء کے رزق کے لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص دعا

ایک صاحب نے کہا کہ مولویوں کو مرغا کیوں ملتا ہے؟ جہاں جاتے ہیں ان کو دعوتوں میں مرغا ملتا ہے۔ میں نے کہا چوں کہ انہوں نے اپنے نفس کو مرغا بنا رکھا ہے، اللہ کا فرماں بردار بنا رکھا ہے لہٰذا سارے عالم کے مرغے دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر ہماری برادری موجود ہے تو سارے عالم کے مرغے سیدھے ہمارے پیٹ میں خود داخل ہونا چاہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! عالِم کی روزی کو سارے عالَم میں پھیلادے تاکہ جب یہ اپنا رزق کھانے جائے تو میرا دین بھی پھیلائے۔ لہٰذا مولویوں کو جو دعوت ملتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے صدقے میں ملتی ہے۔ جو مولوی کی دعوت کرے تو سمجھ لے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا صدقہ ہے اور شکر کرے کہ وہ دعا اس کے حق میں قبول ہورہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو ذریعہ بنارہے ہیں۔

ایک دلچسپ لطیفہ

ایک واقعہ اچانک یاد آگیا۔ ایک بادشاہ تھا، اس نے اعلان کیا جو ہمارے ہاتھی کو رُلادے اس کو ہم بہت انعام دیں گے۔ بڑے بڑے مصیبت زدہ آئے اور کان میں کہا کہ میرا بیٹا مر گیا۔ کسی نے کہا کہ میری تجارت لاس (Loss) میں جارہی ہے اور کسی نے کہا کہ میری بیوی کو کینسر ہوگیا لیکن کسی کی مصیبت سن کر ہاتھی بالکل نہیں رویا۔ مگر ایک مولوی نے جب اس کے کان میں کچھ کہا تو ہاتھی زاروقطار رونے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے اس کے کان میں کیا کہہ دیا۔ کہا کہ میں نے اسے اپنی تنخواہ بتادی۔ بس اتنی تھوڑی سی تنخواہ کا سن کر ہاتھی بھی رونے لگا کہ بے چارے کا کیسے گزارہ ہوتا ہوگا؟ ہاتھی تو رو پڑا مگر کمیٹی والوں کے آنسو نہیں نکلتے۔ اللہ ان کے دل میں بھی رحم ڈال دے۔ یہ واقعہ جس نے مجھے سنایا وہ یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ اس واقعے کو سن کر مجھے بہت مزہ آیا اور اس کو سنا کر میں بہت لطف لیتا ہوں۔

خیر تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اپنے عاشقوں کی ایک قوم پیدا کریں گے۔ لٰہذا جس شخص کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی محبت معلوم ہونے لگے، اللہ کی یاد میں رونے لگے، اللہ والوں کو دیکھ کر پوچھنے لگے کہ ہمیں بھی سکھادو کہ اللہ کیسے ملتا ہے، اللہ کے لیے جنگلوں میں جاکر اکیلا رورہا ہو، کوئی پاس نہ ہو اور اللہ سے کہہ رہا ہو ؎

اپنے ملنے کا پتا کوئی نشاں
تو بتادے مجھ کو اے ربِّ جہاں

تو سمجھ لو کہ اس کے دل پر اس آیت کی تجلّی کا ظہور ہورہا ہے۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ ایک مجذوب نے کہا کہ اے اللہ! تو کیسے ملتا ہے؟ میں کیا قربانی دوں کہ تو مل جائے؟ آسمان سے آواز آئی کہ دونوں جہاں دے دے۔ اس مجذوب نے کہا ؎

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتئی
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اے خدا! اپنی قیمت آپ نے دونوں جہاں بتائی ہے، دام اور بڑھایئے کہ اس قیمت پر تو آپ ابھی سستے معلوم ہوتے ہیں۔

حفاظتِ نظر کا راز

اللہ اللہ ہے۔ دونوں جہاں کا مالک ہے، اس لیے جو دنیا میں اللہ کو دل میں لانے کی کوشش کرے گا یعنی جو دل میں مولیٰ کو لائے گا وہ لیلیٰ سے نظر بچائے گا کیوں کہ جس نے لیلیٰ سے نظر کو بچایا اس نے مولیٰ کو دل میں پایا۔ نظر بچانے کا راز یہی ہے۔ آج یہ راز اختر سے سن لو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں حکم فرمایا کہ کسی کی بیوی، بیٹی، بہن، خالہ، پھوپھی کو مت دیکھو تو اس کا حاصل کیا ہے کہ جب تم لیلاؤں سے نظر بچاؤ گے تب دل میں مولیٰ کو پاؤ گے۔ کیوں کہ جو نظر بچائے گا، تھوڑا سا غم اس کے دل میں آئے گا کہ ارے! کیسی پیاری شکل تھی، مگر کیا کریں صاحب مجبوری ہے اور مجبوری کا نام صبر ہے لیکن یہ مجبوری نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی حضوری کا راستہ بتایا ہے کہ جس نے لیلیٰ سے نظر کو بچالیا اس نے دل میں مولیٰ کو پالیا، کیوں کہ

www.khanqah.org

نظر بچانے سے دل ٹوٹتا ہے تو عبادت کا نور شکستہ دل کے ذرّہ ذرّہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ حج، عمرہ، تلاوت و ذکر اور روزوں کا نور دل ٹوٹنے سے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اس لیے شاعر کہتا ہے ؎

میکدے میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

یہ تو دوسرے کا شعر ہے۔ اب اختر کا شعر سنو ؎

ہزار خونِ تمنا ہزار ہا غم سے
دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے

یہ بھی تو سوچو کہ کیا دیا اور کیا ملا؟ گناہوں کے چند کنکر پتھر چھوڑے اور مولیٰ کو پالیا، اس سے بڑھ کر اور کیا کرم ہو گا۔ اللہ نے اپنا دین بہت آسان بنایا ہے۔ تم غیر اللہ کی گندگی دل سے نکال دو اور بدلے میں اس پاک اللہ کو پا جاؤ ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

بس اگر اللہ کو چاہتے ہو تو غیر اللہ کو نکالو۔ لَآ اِلٰہَ کی تشریح کیا ہے؟ میرا شعر ہے ؎

لَآ اِلٰہَ ہے مقدم کلمۂ توحید میں
غیرِ حق جب جائے ہے تب دل میں حق آجائے ہے

ہر گناہ اِلٰہِ باطل ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ کوئی ناجائز ڈیزائن کتنی ہی اچھی ہو اس کو ریزائن دے دو، پھر لے لو اللہ کے خزائن، اور اگر ریزائن نہ کرو گے تو ہو جاؤ گے رام نرائن، اور رام نرائن پتھر کا بت پوجتا ہے اور تم چلتی پھرتی شکلوں کو پوج رہے ہو اور اس کے بعد جب شکل بگڑ گئی تو پھر بھاگے وہاں سے الّو کی طرح۔ جب شکل بگڑ جاتی ہے تو ہندو اور عیسائی اور یہودی سبھی بھاگتے ہیں، تمہارا کیا کمال ہوا بلکہ باگڑ بِلّا ہو گئے بجائے عارف باللہ بننے کے۔ جس کو اللہ عارف باللہ بناتا ہے اس کا دل حسین شکلوں اور دنیائے فانی کی رنگینیوں سے سرد کر دیتا ہے، لہٰذا جب اللہ کی محبت دل میں پاؤ اور یاد آئے کہ کبھی مرنا ہے اور قیامت کے دن اللہ کو حساب دینا ہے اور جس مالک نے ہم کو پیدا کیا ہے اگر ہم نے اپنے دل میں اس مالک کو نہ پایا اور مر گئے

تورین کی کرنسیاں، موٹر کار اور کاروبار مرسڈیز اور ایئرکنڈیشن سب چھوٹ جائے گا اور قبرستان میں تنہا جاؤ گے۔ دنیا تو چھوٹ گئی اور مولیٰ کو بھی نہ پایا۔ ارے ظالمو! نہ لیلیٰ کو پایا نہ مولیٰ کو پایا، کس قدر خسارے اور لاس (Loss) میں گئے کیوں کہ لاشئے یعنی لاش پر مر رہے تھے اور جو لاشئے پر مرتا ہے وہ لاس میں آجاتا ہے۔

آثارِ تجلّیٔ جذب

لہٰذا جو شخص اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ تعالیٰ کا درد، اللہ کی جستجو اور تلاش کی کیفیت پائے تو سمجھ لو کہ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ کی تجلی اس کے دل پر ہورہی ہے اور آج سے اس کی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہورہا ہے اور اس کے دل پر اَتٰی یَاۡتِیۡ کی گردان شروع ہورہی ہے، مگر بائے متعدیہ کے ساتھ یعنی اللہ اپنے عاشقوں کی قوم میں اس کو داخل کررہا ہے۔

اللہ کے باوفا بندوں کی پہلی علامت

اور اس کی علامت کیا ہے؟ یُّحِبُّهُمۡ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائیں گے، وَیُحِبُّوۡنَهٗۤ اور وہ بندے بھی اللہ سے محبت کریں گے۔ اللہ نے اپنی محبت کو پہلے اور اپنے عاشقوں کے عشق کو بعد میں کیوں بیان فرمایا؟ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ قَدَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَحَبَّتَهٗ عَلٰی مَحَبَّةِ عِبَادِهٖ اللہ نے اپنی محبت کو بندوں کی محبت سے پہلے اس لیے بیان کیا تاکہ میرے بندے جان جائیں اور ایمان لائیں اور یقین کرلیں کہ اِنَّهُمۡ یُحِبُّوۡنَ رَبَّهُمۡ بِفَیۡضَانِ مَحَبَّةِ رَبِّهِمۡ[ع] یہ جو اللہ سے محبت کررہے ہیں اور ان کو جو روزہ، نماز کی فکر ہورہی ہے، اللہ کی جستجو ہورہی ہے، جنگلوں میں آہ وزاری ہورہی ہے، پہاڑوں کے دامن میں اکیلے رو رہے ہیں اور اللہ والوں کو تلاش کررہے ہیں یہ جتنے کارنامے ہورہے ہیں یہ سب میری محبت کا فیضان ہے۔ یہ ان کے دل میں فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ کی تجلی کا ظہور شروع ہوگیا ہے، ربا کے فیضانِ محبت کے آثار شروع ہوگئے ہیں۔

ع روح المعانی:۱۶۲/۶،المائدۃ(۵۴)،دار احیاء التراث،بیروت

باوفابندوں کی دوسری علامت

اور محبت کی دوسری علامت کیا ہے؟ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ مسلمانوں کے سامنے اپنے کو مٹادیتے ہیں، مؤمنین سے نہایت تواضع سے ملتے ہیں، اپنے کو سب سے کمتر سمجھتے ہیں، ان میں تکبر نہیں ہوتا۔ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کسی بستی میں بادشاہ فاتحانہ داخل ہوتا ہے تو وہاں کے بڑے بڑے سرداروں اور سرکشوں کو گرفتار کرلیتا ہے تاکہ میری حکومت میں گڑبڑ نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ جس کے دل میں اپنی عظمت کا جھنڈا لہراتا ہے تکبر کے چوہدریوں کو پکڑلیتا ہے، پھر اس کے دل میں تکبر نہیں رہتا، وہ مٹ جاتا ہے۔ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس آم کی شاخ میں زیادہ پھل آتا ہے وہ جھک جاتی ہے اور جس میں پھل نہیں ہوتا وہ اَکڑی رہتی ہے تو اَکڑے رہنا تکبر کی نشانی ہے اور یہ دلیل ہے کہ اس نے مولیٰ کو نہیں پایا۔ جس کے دل میں مولیٰ آتا ہے تو وہ اللہ کی عظمتوں کے سامنے جھک جاتا ہے، اس کی چال بدل جاتی ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا[ک] اللہ کے خاص بندے زمین پر اپنے کو مٹاکر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں۔

میرے شیخ حضرت والا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ایک زمانے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ایسا غلبہ ہوا کہ دو مہینے تک مارے شرم کے عبدالغنی نے آسمان نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ جس پر اللہ کی عظمت اور بڑائی کا غلبہ ہوتا ہے، جب اللہ کی عظمت دل میں آتی ہے تو وہ اپنے کو مٹادیتا ہے۔ وہ پھر اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کا مصداق ہوتا ہے۔

کلام اللہ کی بلاغت کا اعجاز

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں عَلٰی کا جو صلہ آیا ہے یہ علمائے نحو کے اجماع کے خلاف ہے۔ ذَلَّ یَذُلُّ کا صلہ لام سے آتا ہے، جیسے ذَلَّ زَیْدٌ نَفْسَہٗ لِفُلَانٍ

ک الفرقان:۶۳

پھر یہاں عَلٰی کیوں آیا؟ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قوانین علمائے نحو کے پابند نہیں ہیں۔ علمائے نحو مخلوق ہیں، خالق مخلوق کی گرامر کا پابند نہیں ہے۔ اب رہ گیا یہ کہ اس میں مصلحت کیا ہے؟ تو مصلحت یہ ہے قیامت تک مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ صحابہ نے جو اپنے کو مٹایا وہ اس لیے نہیں کہ وہ کوئی ذلیل لوگ تھے۔ ان کا یہ تذلیل و فنائیت و انکساری مَعَ عُلُوِّ شَاْنِهِمْ وَفَضْلِ مَرَاتِبِهِمْ [۸] تھا یعنی یہ انتہائی اعلیٰ درجے کے لوگ تھے، لیکن اس علو کے باوجود اپنے بھائیوں کے سامنے اپنے نفس کو مٹادیا۔ ان کے مٹنے سے، ان کی تواضع و فنائیت سے یہ نہ سمجھنا کہ یہ ذلیل لوگ ہیں، یہ بڑے علوِ مراتب سے مشرف ہیں، اس لیے اللہ نے ان کا علیٰ قائم رکھا اور لام کا صلہ استعمال نہیں فرمایا۔ یہ ہے اللہ کے کلام کی بلاغت۔

اور ان کی علوِّشان اور فضل مراتب کی دلیل یہ ہے کہ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ یہ کافروں پر سخت ہیں۔ ان کی فنائیت اور تواضع اپنے اہلِ ایمان بھائیوں کے ساتھ ہے۔ اگر یہ فطرتاً ذلیل اور بزدل ہوتے تو کافروں پر سخت نہ ہوتے۔ اللہ کے دُشمنوں کے مقابلے میں یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ کافروں کے ساتھ جب جہاد ہوتا ہے تو اپنے کو حقیر نہیں ظاہر کرتے۔ جہاد میں خوب ہمت سے لڑتے ہیں اور بارڈر پر کافروں کے مقابلے میں یہ نہیں کہتے کہ کافر بھائیو! حقیر فقیر عبد القدیر لڑنے کے لیے آیا ہے بلکہ کہتے ہیں اگر تم سیر ہو تو ہم سوا سیر ہیں۔ لیکن یہودی، عیسائی اور جملہ کفّار سے لین دین جائز ہے، مگر دل میں ان سے محبت رکھنا حرام ہے۔ معاملات جائز ہیں، موالات حرام ہیں۔ بزنس اور لین دین کا نام معاملات ہے جو جائز ہے مگر کافروں سے محبت حرام ہے۔ لہٰذا اس آیت سے پہلے اعلان ہو گیا کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ [۹] اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اِنَّ مُوَالَاةَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى تُوْرِثُ الْاِرْتِدَادَ [۱۰] جو یہودی اور عیسائی یعنی کافروں کو دوست بنائے گا وہ آخرش مرتد ہو جائے گا۔

---

۸ روح المعانی:۱۶۳/۶، المائدۃ (۵۴) دار احیاء التراث، بیروت

۹ المائدۃ:۵۱

۱۰ روح المعانی:۱۶۰/۶، المائدۃ (۵۴)، دار احیاء التراث، بیروت

اہلِ وفا کی تیسری علامت

اللہ کے باوفا بندوں کی تیسری علامت کیا ہے؟ یُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ جس کی چار تفسیر ہیں:

(۱) اَلَّذِيْنَ يَخْتَارُوْنَ الْمَشَقَّةَ فِي ابْتِغَاءِ مَرْضَاتِنَا مجھ کو خوش کرنے کے لیے تکلیف اُٹھاتے ہیں، مجاہدہ کرتے ہیں۔ دل پر غم اُٹھالیتے ہیں لیکن اپنا دل خوش کرنے کے لیے مجھ کو ناراض نہیں کرتے، ورنہ یہ کیسا غلام ہے کہ دل بھی غلام، سر بھی غلام، آنکھ بھی غلام مگر اس کی غلامی دائرۂ غلامی سے ایگزٹ (Exit) کیوں ہو رہی ہے؟ نامناسب اور حرام جگہ کیوں نظر مارتا ہے، دل میں گندے خیالات کیوں لاتا ہے؟ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت فرماتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے مالک کو ہر وقت خوش رکھتا ہے، ہر غم کو اُٹھالیتا ہے لیکن مالک کو ناراض نہیں کرتا۔ یہی دلیل ہے کہ یہ اللہ کا مقبول بندہ ہے۔ جو مقبول ہوتا ہے وہ مردود کام نہیں کرتا ہے۔ اس کی مقبولیت کی یہی دلیل ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کے محبوب کام کرتا ہے۔ جان دے دیتا ہے لیکن نمک حرامی نہیں کرتا، حرام لذت امپورٹ نہیں کرتا۔ کہتا ہے کہ اے اللہ! جان دے دوں گا لیکن آپ کو ناخوش کرکے ایئر ہوسٹس کو نہیں دیکھوں گا۔

گناہ سے بچنے کا آسان مراقبہ

گناہ سے بچنے کا آسان مراقبہ کیا ہے کہ اگر جہاز پر دیکھا کہ گوری ایئر ہوسٹس ہے، وائٹ کلر کی اور پنڈلی کھلی ہوئی ہے تو اس سے نظر کو فوراً ہٹالو اور نظر بچا کر پھر مراقبہ کرو کہ اس کا وائٹ کلر کا پائخانہ اس کی پنڈلیوں پر بہہ رہا ہے اور دس ہزار مکھیوں کی بریگیڈ کی بریگیڈ اس کی ایک ایک پنڈلی پر لگی ہوئی ہے، دس ہزار مکھیاں اس کی پنڈلیوں پر بھنک رہی ہیں۔ ان شاء اللہ! نفرت ہوجائے گی۔ مگر دیکھ کرکے یہ مراقبہ مفید نہیں ہوتا، نظر ہٹانے کے بعد فائدہ کرتا ہے کیوں کہ دیکھنے سے تو عقل مفتون ہوجاتی ہے اور اللہ کی لعنت میں آجاتی ہے۔ ایک حاجی صاحب نے کراچی میں مجھ سے کہا کہ مولانا دیکھیے! کیا بے پردگی کا زمانہ آگیا، مولانا دیکھیے! ٹانگ کھولے ہوئے چل رہی ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔ میں نے کہا کہ ظالم!

دیکھ بھی رہا ہے اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ بھی پڑھ رہا ہے، یہ لاحول فائدہ نہیں کرتا۔ پہلے نظر ہٹاؤ پھر لاحول پڑھو، یہ لاحول تو تمہارے اوپر خود لاحول پڑھ رہا ہے اور مولانا کو بھی شامل کرنا چاہ رہا ہے۔ بہت چالاک لوگ ہوتے ہیں۔ اے مولویو! ہوشیار رہنا! جب کوئی کہے کہ مولانا دیکھو کیا بے حیائی کا زمانہ آگیا تو سمجھ لو یہ تمہیں اپنی حرام لذت میں ''اِن'' (In) کر رہا ہے۔

اللہ کے باوفا بندے اللہ کے راستے میں اور کیا مجاہدہ کرتے ہیں؟

۲) اَلَّذِيْنَ يَخْتَارُوْنَ الْمَشَقَّةَ فِيْ نُصْرَةِ دِيْنِنَا جو دین پھیلانے کے لیے اپنی جان اور مال، اپنا علم اور وقت قربان کرتے ہیں۔

۳) اَلَّذِيْنَ يَخْتَارُوْنَ الْمَشَقَّةَ فِيْ امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا جو میرا حکم بجالاتے ہیں اور حکم کے بجالانے میں جو بھی تکلیف ہو برداشت کرتے ہیں۔ چاہے رمضان کے روزے ہوں، چاہے زکوٰۃ دینا ہو، چاہے حج کرنا ہو، چاہے جہاد کرنا ہو اور چاہے نماز پڑھنا ہو اور

۴) اَلَّذِيْنَ يَخْتَارُوْنَ الْمَشَقَّةَ فِي الْاِنْتِهَاءِ عَنْ مَّنَاهِيْنَا جو گناہ سے بچنے میں ہر تکلیف کو برداشت کرتے ہیں۔[۱۱] غرض میرے عاشقوں کی ہر ادا میری محبت کی غماز ہے۔

اسلام کا محور محبت ہے

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے پورا اسلام محبت ہے۔ بتاؤ! محبوب سے بات کرنے کو دل چاہتا ہے یا نہیں؟ یہی نماز ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ اے اللہ! ہم آپ کے غلام ہیں اور وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ مگر ہماری عبادت اور غلامی آپ کی محتاجِ استعانت ہے، آپ ہی کی مدد کا سہارا ہے۔ بتائیے! گفتگو ہو رہی ہے یا نہیں؟ تو نماز اللہ تعالیٰ سے بات چیت کا راستہ ہے، ملاقات کا ذریعہ ہے۔ اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر کھانا پینا بھی یاد نہیں رہتا۔ کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر اتنا مزہ آیا کہ میری بھوک پیاس ہی ختم ہوگئی، میں تو کھانا پینا سب بھول گیا۔ رمضان شریف میں اللہ سے یہ محبت تم بھی کرلو۔ دن بھر پیٹ جلالو لیکن پہلے اچھی طرح سے سحری کھالو، پھر شام تک میری محبت میں بھوکے پیاسے رہنے کا مزہ لوٹو۔

[۱۱] التفسير المظهرى: ۹۵/۸، بلوجستان بك دبو

تمہارے ہر جذبۂ محبت کی تسکین کے لیے میں کافی ہوں۔ اسی طرح جس سے محبت ہوتی ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس پر اپنا مال بھی قربان کردوں، اس لیے بہت سے لوگ مدینہ منورہ کے غریب لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ ہمارے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے ایک رشتہ دار تھے۔ وہ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں جو کالی کالی غریب عورتیں انڈے بیچنے آتی ہیں ان سے وہ دیسی انڈے خریدتے تھے۔ ایک دن کچھ انڈے گندے نکل گئے تو انہوں نے انڈے خریدنا ہی چھوڑ دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان غریب عورتوں سے انڈا خرید لیا کرو، غریب ہیں، بہت دور سے آتی ہیں، آپ نے سفارش فرمائی۔ پھر وہ اتنا روئے، اتنا روئے کہ آہ! میں نے خریدنا کیوں چھوڑا اور اس دن کے بعد سے انہوں نے بے ضرورت ہی سب انڈے خریدنا شروع کردیے، پیسے والے تھے، خرید کر تقسیم کردیتے تھے۔ عاشقوں کو اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے میں مزہ آتا ہے۔ مجنوں لیلیٰ کی گلی کے بھک منگوں کو روٹی تقسیم کیا کرتا تھا تو مولیٰ کے عشق و محبت میں ڈھائی فیصد دینے میں کیوں جان نکلتی ہے۔ ایک لاکھ پر ڈھائی ہزار دیکھتے ہو کہ جارہا ہے بقایا جو ستانوے ہزار لیے بیٹھے ہو اس پر کیوں شکر نہیں کرتے؟ روزے کی فرضیت، نماز کی فرضیت، زکوٰۃ کی فرضیت میں محبت ثابت ہوگئی۔ اب رہ گیا اللہ کے گھر کا طواف تو حج اللہ نے زندگی میں ایک مرتبہ فرض کیا ہے اور وہ بھی جب پیسہ ہو۔ غریبوں پر حج فرض نہیں۔ اور حج کی عبادت تو بالکل عاشقانہ ہے۔ کپڑوں کا بھی ہوش نہیں، سلے ہوئے کپڑوں کے بجائے احرام میں جسم لپٹا ہوا ہے، بکھرے ہوئے بال غبار آلود، زیب و زینت سے دور، کبھی میدانِ عرفات میں گرد و غبار میں اللہ کو یاد کررہے ہیں، کبھی دیوانہ وار بیت اللہ کے چکر لگارہے ہیں۔ ہر عاشق محبوب کے گھر کے چکر لگاتا ہے۔ مجنوں کہتا تھا ؎

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيلٰى
أُقَبِّلُ ذَاالْجِدَارِ وَ ذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِي
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

جب لیلیٰ کے گھر سے گزرتا ہوں تو اس کے درو دیوار کو چومتا ہوں لیکن میرا دل گھر پر عاشق نہیں ہے بلکہ جو اس گھر میں ساکن ہے۔

ایک غریب مسکین کو حج کا شوق ہوا تو پیدل ہی نکل پڑا اور راستہ بھر اللہ کے عشق و محبت میں گاتا بجاتا جا رہا تھا۔ لوگ اس کو سمجھے کہ کوئی پاگل ہے، آخر مکہ مکرمہ پہنچ کر جب کعبے شریف پر اس کی نظر پڑی تو ایک شعر پڑھا اور وہیں جان دے دی۔ وہ شعر کیا تھا ؎

چوں رسی بہ کوئے دلبر بسپار جان مضطر
کہ مبادا بارِ دیگر نہ رسی بدیں تمنا

اے شخص! جب تو اپنے محبوب مولیٰ کے گھر آ گیا تو اپنی جان فدا کر دے، نہ جانے ایسا موقع پھر آئے نہ آئے۔ ہو سکتا ہے کہ دوبارہ تجھے اللہ کے گھر آنا نصیب نہ ہو۔ بس یہ شعر پڑھا اور مر گیا، اللہ پر جان دے دی۔

اسلام تو محبت ہی محبت ہے۔ وہ ظالم ہے جو کہتا ہے کہ یہ مصیبت ہے۔ ایسی باتیں کمینہ خصلت ہی کرتے ہیں۔ اب رہ گیا جہاد تو جہاد بھی ظلم نہیں ہے عاشقوں سے پوچھو کہ جان دینا ظلم ہے یا عشق کی انتہا ہے؟ جب محبوب جان سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے تو عاشق جان دے دیتا ہے۔ دنیاوی معشوقوں کے لیے بھی ان کے عاشقین کہتے ہیں کہ ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

جب مرنے گلنے والے دنیاوی معشوقوں پر جان دے کر جان کو ضایع کرنے پر لوگ تیار ہیں، پھر اللہ پر جان دینے سے کیوں گھبراتے ہو جس نے جان عطا فرمائی ہے۔ یہ ہماری قسمت ہے کہ وہ ہمیں قبول کر لیں۔ اللہ کے جانباز کا تو یہ حال ہوتا ہے ؎

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

لیکن اللہ پر مرنے کے لیے، اللہ پر فدا ہونے کے لیے نظر چاہیے، پیغمبروں کی نظر چاہیے،

www.khanqah.org

اللہ کے دوستوں کی نظر چاہیے، اللہ کے عاشقوں کی نظر چاہیے، اللہ کے دیوانوں کی نظر چاہیے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن بغداد کے بادشاہ نے لیلیٰ کو بلایا اور لیلیٰ سے کہا ؎

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی

مثنوی مولانا روم پیش کر رہا ہوں۔ بغداد کے بادشاہ نے لیلیٰ کو بلایا اور کیا سوال کیا؟

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی

خلیفہ امیر المؤمنین کہہ رہا ہے کہ اے لیلیٰ! کیا تو ہی وہ ہے ؎

کز تو مجنوں شد پریشان و غوی

کہ تیری محبت میں مجنوں پاگل ہو گیا ؎

از دگر خوباں تو افزوں نیستی

دوسری حسین لڑکیوں سے تو تُو زیادہ خوبصورت نہیں ہے۔ تو لیلیٰ نے بادشاہ کو ڈانٹا ؎

گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

اے بغداد کے بادشاہ! خاموش رہ، اس لیے کہ تو مجنوں نہیں ہے ؎

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا

ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

اگر مجنوں کی آنکھ تجھ کو نصیب ہوتی تو تیری نظر میں دونوں جہاں بے قدر ہو جاتے ؎

دیدارِ لیلیٰ کے لیے دیدۂ مجنوں ہے ضرور

اس کے بعد مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے ظالمو! مجنوں کی نظر میں تو یہ بات تھی اور تم اللہ کے کیسے مجنوں ہو؟

عشقِ مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود

لیلیٰ کے دیکھنے کے لیے مجنوں کی آنکھ چاہیے اور مولیٰ کو دیکھنے کے لیے مولیٰ کے مجنوں کی نظر چاہیے، مولیٰ کو سمجھنے کے لیے اللہ والوں کی نظر چاہیے، پیغمبروں کی نظر چاہیے، اولیائے اللہ کی

نظر چاہیے۔ لیلیٰ کے مجنوں اور ہیں اور مولیٰ کے مجنوں اور ہیں۔ لیلیٰ کا مجنوں بے چارہ پاگل ہوگیا نہ لیلیٰ کو پایا نہ مولیٰ کو پایا، لیکن مولیٰ کے جو مجنوں ہیں وہ پاگل نہیں ہوتے، وہ ایسے عقل مند ہوتے ہیں کہ ان کی برکت سے لاکھوں اور مجنوں عقل مند بن جاتے ہیں۔ جو بے وقوف ہوتے ہیں وہ بھی اللہ والوں کے پاس آکر عقل مند ہو جاتے ہیں۔

لیکن ایک بات بتادوں یہ مجنوں اور لیلیٰ دونوں مسلمان تھے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں میں نے پڑھا کہ لیلیٰ جو تھی مجنوں کے چچا کی بیٹی تھی۔ دونوں مسلمان تھے۔ مجنوں کے ابا بھی مسلمان اور لیلیٰ کے ابا بھی مسلمان، مجنوں بھی مسلمان اور لیلیٰ بھی مسلمان اور مجنوں کے ابا نے اپنے سگے بھائی لیلیٰ کے ابا سے کہا یعنی مجنوں کے چچا سے کہ بھائی جان! اپنی بیٹی کو میرے بیٹے سے کیوں نہیں بیاہ دیتے؟

بیاہ کے معنیٰ

اور بیاہ کے معنیٰ کیا ہیں؟ بیاہ اصل میں تھا بے آہ کہ جو آہ آہ کر رہا تھا کہ ہائے بیوی کب ملے گی؟ شادی کب ہوگی؟ جب بیوی پا گیا تو آہ ختم ہوگئی اور وہ بے آہ ہو گیا۔ بتاؤ ملاوی والو! یہ معنیٰ کبھی سنے تھے؟ ذرا دعا دینا اس فقیر کو۔ یہ معنیٰ شاید ہی کسی نے بیان کیے ہوں۔

تو مجنوں کے چچا نے کہا کہ اے میرے بھائی! کیسے شادی کروں، یہ تو پاگل ہے، کہیں پاگلوں کو کوئی اپنی بیٹی دیتا ہے۔ روٹی کپڑا مکان یہ کہاں سے دے گا؟ یہ تو ہر وقت رویا کرتا ہے۔ آنسوؤں اور آہ و فغاں کے بدلے میں بیٹی کیسے دے دوں، اس کے آنسو اور اس کی آہیں روٹی کپڑا مکان تو نہیں دے سکتے۔

لیکن بڑے بڑے اولیائے اللہ اور علمائے دین نے حتیٰ کہ مولانا رومی نے بھی مجنوں لیلیٰ کے تذکرے سے، عشق لیلیٰ سے عشق مولیٰ کو سکھایا ہے کیوں کہ ایک دن مجنوں دریا کے کنارے بالو (ریت) پر لیلیٰ لیلیٰ لکھ رہا تھا تو ایک مسافر نے کہا کہ اے مجنوں! یہ کیا کر رہا ہے ؎

گفت اے مجنونِ شیدا چیست ایں

می نویسی نامہ بہر کیست ایں

اے مجنوں! یہ کیا کر رہا ہے، تو کس کو خط لکھ رہا ہے؟ مجنوں نے کہا۔

گفت مشق نامِ لیلیٰ می کنم
خاطرِ خود را تسلی می دہم

خط نہیں لکھ رہا ہوں، جب لیلیٰ کو نہیں پاتا ہوں تو اس کا نام ہی لکھ کر اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں اے اللہ کے عاشقو! تم بھی اللہ اللہ کرو، وہ لیلیٰ لیلیٰ کہہ رہا تھا تم مولیٰ مولیٰ کہو اور فرمایا کہ۔

عشقِ مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود

مولیٰ کی محبت لیلیٰ سے کیسے کم ہو سکتی ہے کہ لیلیٰ قبر میں ختم ہو گئی اور لاکھوں لیلائیں قبر میں ہیں۔ آج اگر قبر کھود کر دیکھو تو نہ مجنوں ملے گا نہ لیلیٰ۔ اس پر میرا شعر سن لو۔

قبر میں خاک چھانی مگر کیا ملی
نہ تو مجنوں ملا نہ تو لیلیٰ ملی
ہاں مگر اہلِ دل ایسے خوش بخت ہیں
جن سے اختؔر مجھے راہِ مولیٰ ملی

اللہ والوں سے مولیٰ ملتا ہے۔

اللہ کے عاشقوں کی چوتھی علامت

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ایک علامت اور ہے کہ میرے عاشق ملامت کا خوف نہیں کرتے کہ اگر ایک مٹھی داڑھی رکھ لیں گے تو ہمیں دنیا کیا کہے گی، جو میرے عاشق ہیں ساری دنیا کو نہیں دیکھتے، میری نظر کو دیکھتے ہیں کہ میری شکل اللہ کو کیسی پسند ہے، میری پسند کے مطابق اپنی شکل کو بناتے ہیں، اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک کے مطابق اپنی شکل کو بنائے گا اور داڑھی رکھ لے گا وہ قیامت کے دن یہ کہہ سکے گا کہ اے اللہ! میرے عمل تو خراب ہیں لیکن تیرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنا کر آیا ہوں تو اس صورت کو حقیقت کر دے۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کر آیا ہوں

دیکھ لو! سکھ اپنے گرونانک کی محبت میں داڑھی رکھتا ہے، اگرچہ وہ کافر ہے اور کفر کی وجہ سے اسے داڑھی پر کوئی ثواب نہیں ملے گا تو ہمیں اپنے نبی کی محبت کی کتنی لاج رکھنی چاہیے کہ آپ کی اتباع میں دونوں جہاں کی کامیابی ہے اور اس میں آسانی بھی ہے ورنہ روزانہ ایک کوٹ، ڈبل کوٹ اور پھر کھونٹی اکھاڑ کوٹ سے ملائم گالوں کو کتنی مصیبت ہوتی ہے، اس لیے ہم سب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنالیں تاکہ ہم بھی پیار کے قابل ہوجائیں اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی نصیب ہوجائے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر خوش ہوجائیں گے کہ واہ میرے اُمتی! شاباش کہ تو نے ہماری سی شکل بنائی، لیکن داڑھی ایک مٹھی رکھو کہ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اس سے کم کرانا حرام ہے۔ بہشتی زیور صفحہ ۱۱۵ جلد نمبر ۱۱ میں دیکھ لو۔ آخر ایک دن تو مرنا ہے، مرنے کے بعد یہ گال کیڑے کھاجائیں گے، پھر کھیت اور فیلڈ ہی نہ رہے گی، اس لیے زندگی میں رکھ لو۔ ان شاء اللہ! اس سے بہت نور محسوس کروگے۔ اللہ تعالیٰ خوش ہوجائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہوجائیں گے۔ اگر بیوی مخالفت کرے کہ ارے میاں! تم بڈھے لگ رہے ہو، کس مولوی کا سایہ تمہارے اوپر پڑ گیا۔ تو بیوی کو سمجھادو کہ یہ بتاؤ بیوی صاحبہ! تم مسلمان ہو یا کافر؟ کہے گی مسلمان۔ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب ایمان لائی ہو تو نبی کی شکل کیسی تھی، وہی شکل بنارہا ہوں۔ ہاں! اگر بیوی کم عمر ہے اور آپ کی عمر زیادہ ہے تو آپ براؤن رنگ کا خضاب لگالیں، کالا خضاب حرام ہے۔ اور اس کو کچھ تحفہ، ہدیہ دو، کچھ گلاب جامن، سموسے وغیرہ کچھ مال دو۔ دو تین مہینہ ذرا زیادہ کھلا دو تاکہ چیں چاں نہ کرے۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی نے فرمایا کہ جب کوئی دُشمن تم کو گالی دے رہا ہو تو اس کے منہ میں جلدی سے لڈو ڈال دو تاکہ گالی بھی میٹھی میٹھی نکلے لیکن اللہ کی نافرمانی سے بچنے میں کسی مخلوق سے نہ ڈرو۔ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ میں جو لَوْمَةَ ہے، علامہ آلوسی فرماتے

ہیں یہ لَوْمَۃَ اسم جنس ہے جو سارے عالم کی ملامتوں کو شامل ہے۔ تو کیا مطلب ہوا اس کا؟ کہ اللہ کے عاشق جو ہوتے ہیں سارے عالم کے اعتراضات اور ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے، سارے عالَم کی ملامت کی پروا نہیں کرتے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ معنیٰ میں لَایَخَافُوْنَ مِن لَّوْمَاتِ لَّا ئِمِیْنَ ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جب یہی مفہوم ہے تو اللہ نے یہی کیوں نازل نہیں کیا؟ تو فرمایا کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر بلاغت نہ رہتی۔ اللہ کا کلام ہے۔ یہاں اللہ اپنے عاشقوں کا مقام دکھارہا ہے کہ میرے عاشق اور میرے دیوانے سارے عالَم کی ملامتوں کو مثل لَوْمَۃً وَّاحِدَۃٍ[۱۲] کے یعنی مثل ایک ملامت کے سمجھتے ہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ مرغابی سارے عالَم کے دریاؤں کے طوفانوں کو مثل ایک گھونٹ کے سمجھتی ہے۔ یہ بلاغت ہے کہ میرے عاشقوں کے نزدیک سارے عالم کا اعتراض و استہزا و ہنسنا وغیرہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ تو بزبانِ حال یہ کہتا ہے؎

اے دیکھنے والوں مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے
مرے حال پر تبصرہ کرنے والو
تمہیں بھی اگر عشق یہ دن دکھائے

ایک دلچسپ لطیفہ

ایک مولوی صاحب ایک مسٹر دوست کے ہاں گئے۔ وہ اپنے چھوٹے بچے کو لائے اور کہا کہ اس پر دَم کر دو۔ بچے نے جب مولوی صاحب کو دیکھا تو زور سے چلّا کر رونے لگا تو اس مسٹر نے کہا کہ مولوی صاحب! جبھی تو ہم لوگ داڑھی نہیں رکھتے کہ بچے بھی اس سے گھبراتے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ بچہ داڑھی سے نہیں گھبرایا، اصل میں اس نے آج تک ابا کو دیکھا ہی نہیں تھا کیوں کہ تمہاری شکل اور اپنی اماں کی شکل کو دیکھتا ہے کہ ایک جیسی ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ شاید میری دو اماں ہیں لَافَرْقَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا لیکن آج دیکھا کہ

[۱۲] روح المعانی:۶/۱۶۴،المائدۃ(۵۴)،دار احیاء التراث،بیروت

ابا ایسے ہوتے ہیں، اس لیے ڈر گیا، کیوں کہ بچے ابا سے ڈرتے ہی ہیں۔

رزق کا یقینی دروازہ تقویٰ ہے

تو دوستو! اللہ کو راضی کرو۔ اللہ پاک خوش ہو جائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں یہ بہتر ہے یا یہ کہ بیوی خوش ہو جائے، دفتر والے خوش ہو جائیں یا جاپان اور جرمنی کے لوگ خوش ہو جائیں جو کسی بزنس مین کا مال خریدنے آرہے ہیں؟ کیا ان کو خوش کرنے سے رزق ملے گا؟ ارے! رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ[۱۳] اہل تقویٰ کے لیے بے حساب اور بے گمان رزق کا وعدہ ہے اور ان کو ناراض کر کے اگر رزق مل بھی گیا تو دل کو چین نہیں ملے گا۔ جو مالک کو ناراض رکھے گا دل میں چین نہیں پا سکتا۔

اصلی ترقی کیا ہے؟

آج کل لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم اتنا حلال و حرام کا خیال کریں گے اور بینک سے سودی قرضہ نہیں لیں گے اور بینک کو سود ادا نہیں کریں گے تو ہماری ترقی رُک جائے گی۔ اس کا جواب ہمارے بزرگوں نے دیا ہے کہ ترقی دو قسم کی ہے: ایک کا طریقہ ہے بادام کھانا اور مادام سے احتیاط رکھنا اور لنگوٹ کا مضبوط رہنا ورنہ جتنا بادام امپورٹ کیا اتنا ایکسپورٹ کر دیا تو طاقت نہیں آئے گی۔ ذرا غور سے سننا۔ یہ بات کم ملّاؤں سے سنو گے کیوں کہ حکیم بھی ہوں، حکیم مُلّا آپ سے خطاب کر رہا ہے۔ تو بادام کھا کر اکھاڑے میں ورزش کی اور لوہے کا مگدر ورزش والا خوب گھمایا تو سارے بازو اوپر ہو گئے اور آپ کی باڈی جو ہے بلڈ ہو گئی اور آپ ہو گئے باڈی بلڈر۔ یعنی باڈی اچھی ہو گئی، مضبوط ہو گئی۔ اس ترقی کا نام ہے صحت بخش ترقی۔ ایک ترقی تو یہ ہے اور ایک ترقی یہ ہے کہ دُشمن آیا اور یہ بے خبر سو رہا تھا کہ دس ڈنڈے کَس کَس کے مارے۔ صبح جو ہوش آیا تو دیکھا کہ چار چار انگل گوشت اُٹھا ہوا ہے، تو کیا یہ ترقی ہے؟ ترقی تو ہے لیکن بیماری کی ترقی ہے، ہاسپٹل جانا پڑے گا، پینسلین کا انجکشن لگانا پڑے گا۔

---

[۱۳] الطلاق: ۳

اس لیے ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ جو لوگ حرام سے نہیں بچتے اور حرام طریقوں سے کما کے بڑی بڑی بلڈنگ بنالیں تو یہ ترقی اللہ کے غضب اور قہر کی ہے، بیماری کی ترقی ہے۔ جس سے اللہ ناراض ہو وہ ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر وقت نئی مصیبت آئے گی، کسی کا ایکسیڈنٹ ہو گا، کسی کو کینسر ہو گا، کسی کو السر ہو گا، کسی کو پیرالائز ہو گا، کسی کے بے وقوف اور پاگل بچہ پیدا ہو گا، اتنی بلائیں آئیں گی کہ سب ترقی بھول جائے گا۔ سوکھی روٹی میں اللہ چین دے سکتا ہے، بوریا اور چٹائی پر اللہ تعالیٰ سلطنت کا نشہ دے سکتا ہے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

نیک اعمال کی توفیق کا سبب فضل الٰہی ہے

چٹنی روٹی میں اللہ بریانی کا مزہ دے سکتا ہے۔ آگے فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط جس کو میرے عاشقوں کی یہ علامتیں نصیب ہو جائیں یعنی تواضع اور ہر قسم کی تکلیف اُٹھا کر مجھ کو خوش رکھنے کی توفیق اور دنیا کی کسی ملامت کی پرواہ نہ کرنے کی ہمت اور جس کے قلب پر فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ کی تجلی نازل کروں اور اس کو اپنے عاشقوں کی قوم میں داخل کرلوں اور اس کی صورت اور سیرت اللہ والوں کی بنادوں تو سمجھ لو کہ یہ میرا فضل ہے، تمہارا کوئی حق نہیں بنتا، مجھ پر تمہارا کوئی قرضہ نہیں ہے کہ میں تمہارا قرضہ چکارہا ہوں بلکہ یہ میرا فضل ہے، جس کو چاہتا ہوں اس کو اپنے عاشقوں کی قوم میں داخل کرتا ہوں۔

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ کی تفسیر

آگے فرمایا: وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ یہاں دو نام کیوں نازل ہوئے؟ اور واسع سے کیا مراد ہے؟ اَيْ كَثِيْرُ الْفَضْلِ اَوْجَوَادٌ لَّا يَخَافُ نَفَادَ مَا عِنْدَهٗ مِنَ الْفَضْلِ بے شمار فضل اور مہربانی والا جو اپنی مہربانی فرمانے پر ڈرتا نہیں کہ میرا خزانہ خالی ہو جائے گا۔ اپنے فضل کے خزانے کے ختم ہونے کا اللہ کو اندیشہ نہیں ہے۔ اگر سارے عالَم کو ولی اللہ بنادے تو اس

کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی۔اور علیم کی کیا تفسیر ہے؟اَیْ عَلِیْمٌ مَنْ ھُوَاَھْلُ الْفَضْلِ وَمَحَلِّہٖ[۱۴] اللہ جانتا ہے کہ میرے عاشقوں کی قوم کے لیے کیسی فیلڈ چاہیے؟ کیسا دل چاہیے؟ کیسا سینہ چاہیے؟ یہ میرے علم پر موقوف ہے،اور پھر اگر کوئی نالائق بھی ہے تو میں لائق بنانا بھی جانتا ہوں۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے ز تو کس گشتہ جان ناکساں

اے خدا! بہت سے نالائق لوگوں کو آپ کے کرم نے لائق بنادیا، نالائق اعلیٰ درجے کے ولی اللہ ہوگئے۔دیکھ لو جگر مرادآبادی کتنی شراب پیتا تھا،اپنے دیوان میں خود لکھتا ہے کہ۔

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

پھر گئے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اور توبہ کی اور دعا کرائی کہ حضرت! چار دعائیں دے دیجیے۔ شراب چھوڑدوں، حج کر آؤں، داڑھی رکھ لوں اور ایمان پر خاتمہ ہوجائے۔واپس آئے اور شراب چھوڑدی جس سے بیمار بھی ہوگئے۔تو یو۔پی کے ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کیا کہ جگر صاحب! تھوڑی سی پی لیا کریں نہیں تو مر جائیں گے۔ جگر صاحب نے کہا کہ اگر تھوڑی سی پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا۔ڈاکٹروں نے کہا کہ دس سال اور جی جائیں گے۔ فرمایا کہ میں اللہ کو ناراض کرکے اللہ کے غضب میں دس سال جینا نہیں چاہتا بلکہ توبہ کرنے سے اگر جگر کو ابھی موت آجائے تو ایسی موت کو میں لبیک کہتا ہوں تاکہ اللہ کی رحمت کے سائے میں اللہ کے پاس جاؤں۔اس لیے اللہ والے وہی ہیں جو گناہوں سے بچنے کا غم اُٹھاتے ہیں، جو نظر بچاکر حسینوں سے بچنے کے غم کو لبیک کہتے ہیں کہ کہاں یہ میری قسمت جو آپ کی راہ کا غم نصیب ہو کیوں کہ یہ غم خوش نصیبوں کو ملتا ہے۔

نہ شود نصیبِ دُشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

دُشمنوں کو یہ غم نصیب نہ ہو، آپ کے دوستوں کا سر سلامت رہے، آپ کے دوستوں کو یہ غم

[۱۴] روح المعانی:۱۶۵/۶،المائدۃ(۵۴)،دار احیاء التراث،بیروت

نصیب ہو۔ کیوں کہ جس غم کے اندر حلاوتِ ایمانی کی بے شمار تجلیات موجود ہیں یہ غم اُٹھا کر پچھتاتے نہیں ہیں کہ کاش! شریعت میں آزادی ہوتی تو ہر ایئر ہوسٹس کو دیکھتے۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ سوائے پاگل ہونے کے کچھ نہ پاتے اور ہر وقت پریشان رہتے کہ میری ماں نے کون سے نمبر کا چشمہ لگا کر میری بیوی کا انتخاب کیا تھا کیوں کہ وہ تو ایسی نہیں ہے جیسی یہ ایئر ہوسٹس ہے۔ بولو ہائے ہائے اور کاش کاش ملتا اور دل ہو جاتا پاش پاش۔ اس لیے جو اپنی والی ہے اسی پر خوش رہو کیوں کہ جنت میں ہماری مسلمان بیویوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری ہے کہ مسلمان عورتیں چاہے کالی ہوں چاہے گوری ہوں، ناک کی چپٹی ہوں یا آنکھ سے بھینگی ہوں، یہ سب جنت میں حوروں سے زیادہ خوبصورت کر دی جائیں گی۔ یہ پلیٹ فارم کی چائے ہے، پلیٹ فارم کی چائے جیسی بھی ہو پی لو، نزلہ سے تو بچ جاؤ گے۔ یہاں جیسی بیوی اللہ نے دے دی وہی ہماری حور ہے، وہی ہماری لیلیٰ ہے۔

زوجۂ من بہر من لیلائے من
کہ مرا دادہ ست او مولائے من

یہ میرا شعر ہے کہ میری بیوی میرے لیے لیلیٰ ہے کیوں کہ یہ آسمان سے خود کود کر نہیں آگئی قسمت سے ملی ہے۔ یہ میرے مولیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس لیے اے دنیا والو! ہمیں اپنی بیوی سے کوئی شکایت نہیں ہے اور جنت میں یہ بیویاں حوروں سے زیادہ خوبصورت کر دی جائیں گی۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بناتے ہیں اس کو حوصلہ اور ہمت بھی دیتے ہیں، وہ لومڑی کی طرح نہیں رہتا، وہ ہر حال میں راضی برضا رہتا ہے اور اللہ کو ہر وقت یاد رکھتا ہے اور سنو کہ جس کا کوئی نہ ہو مثلاً کسی مجبوری سے شادی نہیں ہوئی یا ہوئی اور بیوی مر گئی یا اب دوسری شادی نہیں ہو رہی ہے، تلاش کرتا ہے لیکن نہیں پاتا ہے۔ جیسے ایک بڈھے سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی شادی کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ اس نے کہا وجہ یہ ہے کہ میں کم عمر چاہتا ہوں، ہوں تو ستر سال کا مگر پچیس سال کی لڑکی چاہتا ہوں تو جوان لڑکیاں مجھ سے شادی کو راضی نہیں ہوتیں اور بڈھیاں راضی ہوتی ہیں تو ان سے میں راضی نہیں ہوتا۔ تو جس کا کوئی نہ ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا، آہ! بڑی تسلی کی آیت ہے کہ:

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ ؕ[۱۵]

کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ کتنے اولیاء اللہ ایسے گزرے ہیں جن کی شادیاں نہیں ہوئیں لیکن ان کی زندگی ایسی عزت سے اللہ نے گزار دی کہ بڑے بڑے لوگ ہر وقت ان کی خدمت میں رہتے تھے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد بھی وہ آٹھ دس سال زندہ رہے لیکن ان کے مریدوں نے خدمت کی۔ جو اللہ پر مرتا ہے اللہ اس کو اکیلا نہیں چھوڑتا، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا

دوستو! میرا مضمون ختم ہوگیا لیکن یہ بتائیے آپ لوگ گھبرائے تو نہیں، ٹائم زیادہ تو نہیں ہوگیا؟ بولو بھئی! آپ کا دل کیا کہتا ہے؟ دیکھیے! سب لوگ کہہ رہے کہ ابھی اور سناؤ۔ آہ! لوگ کہتے ہیں کہ مولویوں کی کون سنتا ہے۔ میں کہتا ہوں اے دوستو! اے مولویو! کسی اللہ والے پر فدا ہو جاؤ، دردِ دل حاصل کرلو تو خدا کی قسم! دردِ دل کے ساتھ جب بیان کروگے تب زمانہ ایسے غور سے سنے گا کہ آپ تھک جائیں گے، زمانہ نہ تھکے گا۔ جب رَس گلّہ ہوتا ہے تب مزہ آتا ہے۔ تم نے مدرسوں میں علم کا گولا حاصل کیا ہے، اللہ والوں سے اللہ کی محبت کا رَس حاصل نہیں کیا تو خالی گولے کا نام رَس گولا نہیں۔ رَس مثبت گولا رَس گلّہ کہلاتا ہے۔ دس سال تک مدرسوں میں پڑھتے ہو تو چھ مہینے کسی اللہ والے کے قدموں میں اپنے کو ڈال دو تاکہ رس بھی مل جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری کون سنتا ہے؟ اس پر بھی ایک شعر سن لو ؎

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا
ہم ہی تھک گئے داستاں کہتے کہتے

اور میرا ابھی ایک خاص شعر اس پر ہے کہ ؎

میں تھک جاتا ہوں اپنی داستانِ درد سے اختر
مگر میں کیا کروں چپ بھی نہیں مجھ سے رہا جاتا

---

۱۵ الزمر:۳۶

اللہ کا شکر ہے کہ اتنی دیر تک بیان ہوا۔ آپ سب سے پوچھ لیجیے مجھے بھی ان کی نگاہوں سے محسوس ہورہا ہے کہ سب نے اختر کی بات محبت سے سنی ہے، کسی کا دل نہیں گھبرایا کیوں کہ مولیٰ سے بڑھ کر کس کی داستان ہوگی۔ اللہ سے بڑھ کر کون پیارا ہے؟ باقی سب چیزیں فانی ہیں۔ بڑے بڑے حسین لڑکے اور بڑی بڑی حسین لڑکیاں جب بڈھے ہوگئے تو سارا جغرافیہ ختم اور ساری عاشقی ختم، نہ آہ وزاری ہے، نہ اشکباری ہے، نہ اختر شماری ہے، نہ بے قراری ہے۔ اب دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے، شکل دیکھ کر بھاگتے ہیں اور میرا شعر بزبانِ حال پڑھتے ہیں۔

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالَم نہ ہوگا تو پھر کیا کروگے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

جن کا نقشہ تھا کل جوانی کا
ہے لقب آج نانا نانی کا

جن کو بچپن میں دیکھا تھا آج وہ گیارہ بچوں کے نانا ہیں، جن کے حسن سے لوگ نظر بچاتے تھے۔ ایسے ہی لڑکیوں کا حال ہے۔ جس پر جان دیتے تھے آج وہ گیارہ بچوں کی نانی بن چکی ہے۔ آہ! میر صاحب کیا شعر ہے ذرا سنادو، میرے دو تین شعر یہ سنادیں گے جس میں حسنِ فانی کا جغرافیہ اور نقشہ پیش کیا ہے، لہٰذا حسنِ فانی پر نہ جاؤ، بعض غیر حسین بیویوں کے پیٹ سے اولاد ولی اللہ پیدا ہوئی۔ بعض وقت سفید زمین سے سانپ اور بچھو نکلتے ہیں اور کالی زمین سے سونا اور چاندی کا ذخیرہ مل جاتا ہے، لہٰذا اکلر کو مت دیکھو کہ وائٹ ہے یا بلیک ہے یہ دیکھو کہ اس کے اندر مال کیا ہے۔ سفید تھیلے میں بلی کا گُو اور کالے تھیلے میں اشرفی، سموسے اور پاپڑ ہوں تو کون سا تھیلا پسند کروگے؟ سموسے اور پاپڑ گجراتیوں کی رعایت سے کہہ رہا ہوں۔ پھر احقر راقم الحروف کو یہ اشعار سنانے کا حکم فرمایا۔

جن کا نقشہ تھا کل جوانی کا
ہے لقب آج نانا نانی کا
کیسا دیکھا تھا ہوگئے کیسے
کیا بھروسہ ہے اس جوانی کا

مل گئے خاکِ قبر میں کتنے
ناز تھا جن کو زندگانی کا
یہ جہاں گر گیا نگاہوں سے
جب کھلا حال دارِ فانی کا

دل لگا بس خدا سے اے ظالم
خوف کر موتِ ناگہانی کا
میراب دل کو کس سے بہلائے
اُڑ گیا رنگ حسنِ فانی کا

حال دیکھو تو اللہ والوں پر
مستی خمرِ آسمانی کا
سن لو قصہ زبانِ اخترؔ سے
اس کے دل کے غمِ نہانی کا

پھر فرمایا کہ زخمِ حسرت والے اشعار بھی سنادو، پھر کہاں بار بار آنا ہوتا ہے، آسان تھوڑی ہے کراچی سے یہاں آنا۔

داغِ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے اُن کو پائے ہیں
قلب میں جس کے جب وہ آئے ہیں
اپنا عالم الگ سجائے ہیں

www.khanqah.org

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بڑے اُٹھائے ہیں
حسنِ فانی کے چکروں میں میر
کتنے لوگوں نے دن گنوائے ہیں
شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں
منزلِ قرب یوں نہیں ملتی
زخمِ حسرت ہزار کھائے ہیں
کام بنتا ہے فضل سے اخترؔ
فضل کا آسرا لگائے ہیں

آج ایک دعا کر رہا ہوں جو آج تک روئے زمین پر کہیں نہیں مانگی جبکہ عمر ستر سال کی ہوگئی ہے الحمدللہ! ایک نئی دعا کی توفیق اللہ دے رہا ہے کہ اے اللہ! اے کریم! آپ کی رحمت سے اختر فریاد کرتا ہے اور مسافر کی فریاد کو آپ رائیگاں نہیں فرماتے، مسافر کی دعا کو آپ قبول فرماتے ہیں کہ ہم سب پر اور میرے احباب حاضرین اور ان کے گھر والوں پر اور میرے احباب غائبین اور ان کے گھر والوں پر فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ کی تجلی نازل فرمادے، اپنے عاشقوں کی قوم میں ہم سب کو داخل کرلے۔ آپ کے کلام کی اس آیتِ مبارکہ میں عاشقوں کی جو قوم پیدا کرنے کی بشارت ہے ہم سب کو اس میں شامل فرمادے اور یہ تجلی ہمارے دلوں پر نازل فرمادے، ہم سب کو جذب کرکے اپنا بنالے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اللہ تعالیٰ قبول فرمالے، آج یہی دعا مانگنے کو دل چاہتا ہے اور جو نہیں مانگا بے مانگے سب کچھ دے دے، مگر آج اختر آپ کی اس آیت کی تجلی کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک ہم پر، ہماری اولاد پر، ہمارے دوستوں پر، ان کی اولاد پر اور میرے احباب غائبین اور

حاضرین سب پر اپنی اس تجلی کے نزول کا فیصلہ فرمادے۔ جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا تو اپنے عاشقین کی تینوں علامتیں بھی ہمیں دے دے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁❁

دُعا

ایسی حُسنِ صورت جو مجھے آپ سے غافل کر دے
اَے خُدا اس سے بہت دور مرا دل کر دے

اپنی رحمت سے تو طوفاں کو ساحل کر دے
ہر قدم پر تو مرے ساتھ میں منزل کر دے

اَے خُدا دل پہ مرے فضل وہ نازل کر دے
جو مرے دردِ محبت کو بھی کامل کر دے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

www.khanqah.org

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے پینے ،سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنت غیر مؤکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

www.khanqah.org

وفاداری بین الاقوامی طور پر مسلمہ صفتِ شرافت ہے۔ اس صفت سے عاری انسان کسی معاشرہ کے لیے قابلِ قبول نہیں۔ گناہوں کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی کرنا اللہ سے بے وفائی کرنا ہے اور اس بے وفائی کی منتہا اسلام سے نکل جانا ہے۔ بندوں کی بے وفائی سے اللہ تعالیٰ کی شانِ عظمت میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو لوگ اسلام سے نکل گئے ہیں ان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، ہم ان کی جگہ دوسرے لوگ لائیں گے جو اللہ سے محبت کریں گے اور اللہ ان سے محبت کرے گا۔

شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ "اللہ کے باوفا بندے" ان ہی بندوں کے بارے میں ہے جو صفتِ وفاداری کے نہایت اعلیٰ درجے پر فائز ہوتے ہیں، زندگی کی ایک سانس بھی اللہ سے بے وفائی نہیں کرتے اور ہر دم اللہ ہی کے بن کر رہتے ہیں۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری